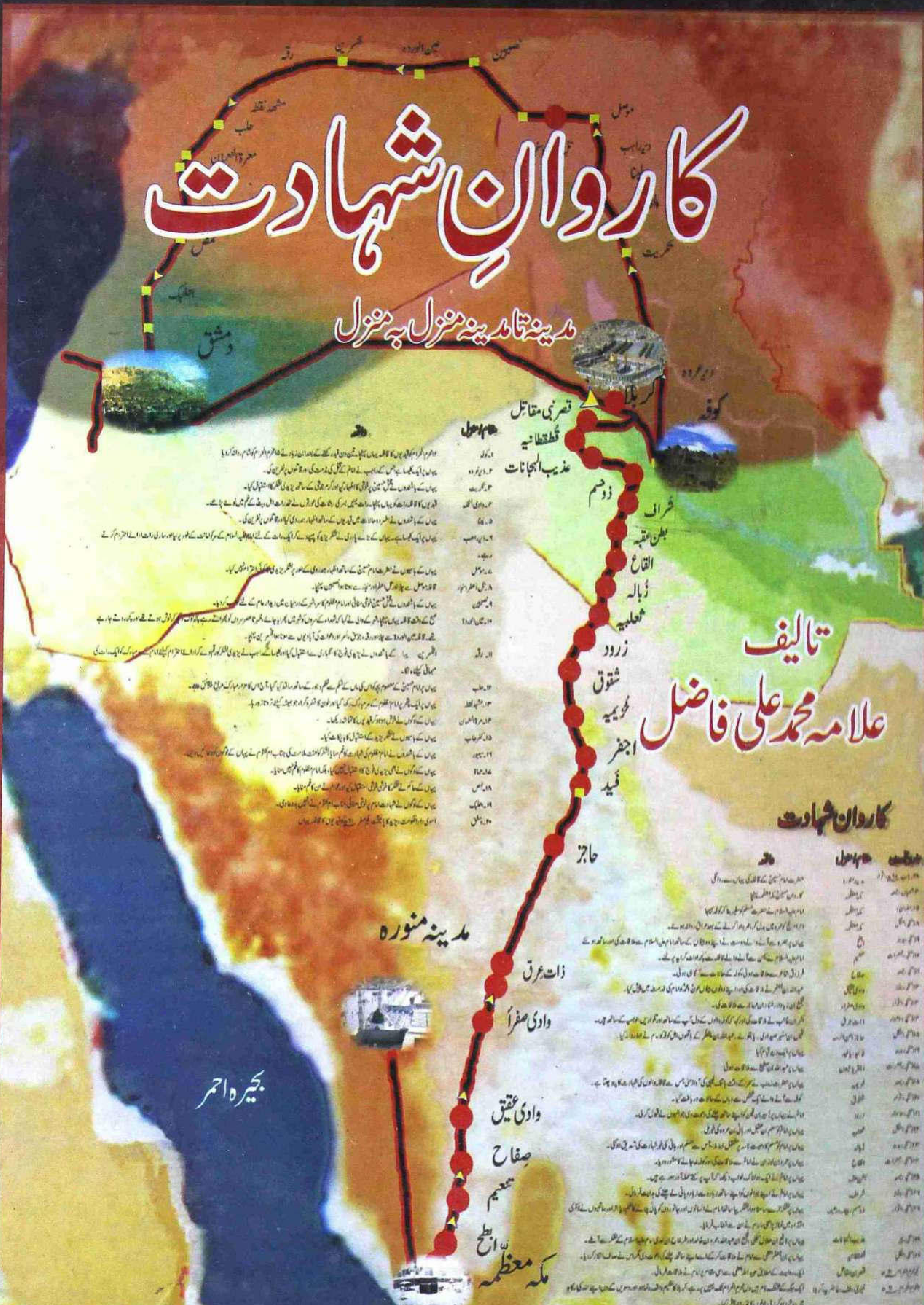
کاروانِ شہادت

مدینہ تا مدینہ منزل بہ منزل

تالیف
علامہ محمد علی فاضل



قال سیّد الشّھدآء ابوعبد اللہ الحسین علیہ السلام :

............اِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْاِصْلَاحِ فِی اُمَّۃِ جَدِّی ....

کاروانِ شہادت

مدینہ تا مدینہ، منزل بہ منزل

HadiTV

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

ناشر:

مکتبۃ الھادی

جامعۃ الکوثر۔اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف کتاب

نامِ کتاب: کاروانِ شہادت، مدینہ تا مدینہ، منزل بہ منزل

تالیف: حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل

پیشکش: ہادی ٹی وی اسلام آباد مرکز

ناشر: مکتبۃ الھادی _ جامعۃ الکوثر **اسلام آباد**

تعاون: جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام (رجسٹرڈ)

راجن پور، پنجاب پاکستان

فنی تعاون: مہدی فاضل

ملنے کا پتہ: مکتبۃ الھادی۔ جامعۃ الکوثر سیکٹر H-8/2

اسلام آباد فون: 0333-6446072

اشاعت دوم: 2010ء

ہدیہ: **-/350** روپے

عاشورا یا کسی بھی دن نکلے گا تو میں اسے سو شہیدوں کے برابر ثواب عطا کروں گا"۔

مقتل الحسینؑ کامل الزیارات، اثبات الوصیۃ، ابن عساکر اور اثبات الہداۃ کے مطابق صبح عاشور، حضرت اباعبد اللہ الحسینؑ نے تعقیبات نماز کے بعد کھڑے ہو کر اپنے اصحاب کے سامنے ان الفاظ میں خطبہ ارشاد فرمایا:

"اَمَّابَعْدُ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ فِیْ قَتْلِکُمْ وَقَتْلِی فِی هٰذَاالْيَوْمِ فَعَلَيْکُمْ بِالصَّبْرِ وَالْقِتَالِ"

بعد از حمد وصلوٰۃ، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اپنا دفاع کرو اور آج کے دن جنگ کرو کیونکہ تمہاری اور میری شہادت آج کے دن ہے۔

امام الشہداءؑ نے یہ فرمایا اور بے شمار ٹڈی دَل فوج کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنے معدودے چند افراد پر مشتمل سپاہیوں کو خطاب کیا۔

حیٰوۃ الحیوان دمیری، تاریخ طبری، شفاء الصدور، تاریخ اعثم کوفی، مجالس صدوق، منقول از مقتل الحسین مقرم ص ۱۳۳ میں:

_____ الٰہی سپاہیوں کی مختلف تعداد مذکور ہے، ایک روایت کے مطابق سو پیادے، ستر سوار کل ایک سو ستر (۱۷۰) _____

ایک دوسری روایت کے مطابق سو پیادے تیس سوار کل ایک سو تیس (۱۳۰)

ایک اور روایت کے مطابق بیاسی پیادے پینتالیس سوار کل ایک سو ستائیس (۱۲۷)

ایک اور روایت کے مطابق بیاسی پیادے اور چالیس سوار کل ایک سو بائیس (۱۲۲)

ایک اور روایت کے مطابق صرف بیاسی پیادے کل بیاسی (۸۲)

ایک اور روایت کے مطابق چالیس پیادے اور بتیس سوار کل بہتر (۷۲)

ان اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کل تعداد ایک سو ستر (۱۷۰) سے زیادہ اور بہتر (۷۲) سے کم نہیں۔

وہ سب اس جذبہ سے سرشار کہ رسول خدا کے نواسے اور اپنے زمانہ کے امام کی مدد کریں گے، ان کے بتائے ہوئے شرعی اور دینی مقاصد کو اندھی گونگی اور بہری دنیا تک پہنچائیں گے اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اللہ کے دین اور محمد مصطفیٰؐ کی شریعت کو زندہ کریں گے، چنانچہ وہ اس عقیدہ، یقین کامل اور حتمی اطمینان کے ساتھ بہشت، جنت سَرِشت اور حضرت رسالتمآبؐ اور ان کے پاکیزہ اہل بیت (ع) کے پاس جانے کیلئے جنگ کیلئے تیار ہو گئے۔

پوری جرأت ایمانی سے لڑے، ہتھیار نہیں ڈالے، دشمن کو قتل کیا مگر کسی کے ہاتھوں قیدی نہیں ہوئے، یہاں تک

لڑے کہ جان تک قربان کر دی اور شہادت کے عدیم المثال اور بے نظیر منصب کو حاصل کر لیا، جنگ کے دوران اپنا اور خاندان علم وسیادت اور شرافت وفضیلت کا تعارف کرایا دین الٰہی کے تحفظ کا خدائی فریضہ پورا کر کے سرخرو ہو کر اپنے اللہ کی بارگاہ میں جا پہنچے۔

عمر سعد نے اپنی ٹڈی دل فوج اور بے شمار لشکر وسپاہ کو آمادہ ہونے کا حکم دیا اور اسے مرتب کرنے لگ گیا۔

یزیدی فوجوں کی تعداد:

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک مرتبہ پھر یزیدی فوج کی تعداد اور اس کے کمانڈروں کا جائزہ لیں، تا کہ معلوم ہو کہ بہتر یا زیادہ سے ڈیڑھ پونے دوسو افراد کے ساتھ لڑنے کیلئے کتنی تعداد میں فوج جمع ہوئی اور کیا نتیجہ نکلا؟

البتہ یاد رہے کہ ہم پانچ محرم کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ یزید کی ریگولر یعنی با قاعدہ فوج کی تعداد کیا تھی؟ اور یہ تعداد پانچ محرم تک تھی، جبکہ دس محرم تک اس فوج کی تعداد کچھ اس طرح تھی، جسے مورخین نے ذکر کیا ہے۔

۱۔ سبط ابن جوزی کے مطابق چھ ہزار (6000)

۲۔ سید ابن طاؤس کے مطابق بیس ہزار (20000)

۳۔ اعثم کوفی کے مطابق بیس ہزار (20,000)

۴۔ صاحب مطالب السؤل کے مطابق بائیس ہزار (22000)

۵۔ علامہ مجلسی کے مطابق تیس ہزار (30000)

۶۔ ابن شہر آشوب کے مطابق پینتیس ہزار (35000)

۷۔ ناسخ التواریخ کے مطابق ترپن ہزار (53000)

۸ ابی مخنف کے مطابق اسی ہزار (80000)

۹۔ بقول ناسخ التواریخ بعض مورخین نے ایک لاکھ (100000)

۱۰۔ بعض کے مطابق دو لاکھ (200,000)

جبکہ بعض مورخین نے ساڑھے تین لاکھ (3500000) بتائی ہے۔

اور بعض نے تو اس سے بھی زیادہ لکھی ہے اور یہ ساری فوج صرف اور صرف پونے دوسو لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے آئی تھی۔

علمدار بنایا جبکہ

ا۔عبداللہ بن زُہیر کو مدنیوں کا سردار ۲۔قیس بن اشعث کو، ربیعہ اور کندہ کا سردار ۳۔حر بن یزید کو تمیم اور ہمدان کا ۴۔عبداللہ بن ابی سبرہ کو مذجی اور اسدیوں کا اس نے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے خیام امام کے چاروں طرف سے محاصرے کا حکم دے دیا۔

ا۔خیام امام کے سب سے قریب تر اور آگے آگے شمشیر زن تھے ۲۔اس کے پیچھے نیزہ بردار

۳۔اور اس کے پیچھے تیسرا حصہ تیر اندازوں کا تھا

۴۔سب سے آخر میں اور سب سے پیچھے سنگ اور چوب بردار کہ جن کے پاس کوئی کاٹنے والا ہتھیار مثلاً تلوار نیزہ، تیر کمان یا چھری چاقو نہیں تھا، انہیں لاٹھیاں اور پتھر مہیا کئے گئے تھے تاکہ وہ اونچے نیچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر ادھر کو لاٹھیوں اور پتھروں سے حملہ کریں۔

فوجِ حسینی کی تعداد:

اسی طرح امام کم سپاہ نے بھی اپنی عدیم النظیر اور بے مثال فوج کو باقاعدہ طور پر مرتب کیا، چنانچہ:

۲۔میمنہ پر زہیر بن قین کو ۲۔میسرہ پر حبیب بن مظاہر کو متعین فرمایا اور ۳۔قلب لشکر خود سنبھالا اور سارے لشکر کا علمدار اور سپہ سالار سرکار وفا ابو الفضل العباس بن امیر المومنینؑ کو مقرر فرمایا۔

دونوں فوجوں کا تقابل آپ نے ملاحظہ فرمایا، اب دیکھنا یہ ہے کہ فوج ک افرادی قوت میدان جنگ میں لڑتی ہے یا ایمانی قوت سے؟

حقیقت یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں سب سے زیادہ اہمیت جس چیز کو حاصل ہے وہ ہے انسان کا قوی نظریاتی جذبہ، یا جسے آپ ایمانی قوت کے ساتھ بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

تاریخ عالم میں آپ کو کہیں نظر نہیں آئے گا کہ دو مخالف فوجیں آمنے سامنے ہوں، طرف ڈیڑھ پونے دو سو افراد ہوں اور دوسری طرف کم از کم تیس ہزار آزمودہ کار جنگ جو اور باقاعدہ رسمی فوج ہو، جبکہ غیر رسمی فوج کا تو حساب وشمار ہی نہ ہو۔

پھر پونے دو سو بھوکے پیاسے انسانوں کا جذبہ جوان اور ناقابلِ قیاس ہو، حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ بھوکے پیاسے قلیل تعداد کے افراد اس قدر فوج کو دیکھ کر ہی زندگی کی بازی ہار جائیں یا کم از کم

حوصلے ہار کر ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور دشمن کے قیدی بن جائیں لیکن:

کیا کہنے، حسینؑ! تیرے پاک طینت اصحاب اور باوفا انصار کے

کہ دشمن کی بے شمار فوج دیکھ کر نہ تو ان کے حوصلے پست ہوئے، نہ ہمت ہاری نہ ہتھیار ڈالے اور نہ قیدی بنے، بلکہ تین دن کی بھوک و پیاس کے عالم میں دشمن کے ساتھ ایسے جم کر لڑے کہ چشم فلک نے آج تک ان جیسے سورما نہ کبھی دیکھے نہ دیکھے گی۔

سپاہ یزید کی پیش قدمی:

(کتاب تاریخ طبری، کامل ابن اثیر، ارشاد شیخ مفید ص ۲۳۴، مقتل خوارزمی جلد ا، اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ) سپاہ یزید نے عمر بن سعد کی سرکردگی میں خیام امام حسین علیہ السلام کا رخ کیا اور خیام کے چاروں طرف سے ان کا محاصرہ کرلیا، جب آگے بڑھے تو خیموں کے اردگرد خندق کھدی دیکھی جس میں آگ روشن تھی، شمر بن ذی الجوشن ملعون نے جس کا نام شُرَحْبِیل بن عمرو بن معاویہ تھا اور بنی عامر سے اس کا تعلق تھا، امامِ مظلوم پر آوازہ کستے ہوئے کہا: ''اے حسینؑ! (نعوذ باللہ) قیامت آنے سے اور دوزخ جانے سے پہلے آگ کا استقبال کر رہے ہو؟''

اس منہ پھٹ کمینہ فطرت کی آواز سن کر جوانانِ جنت کے سردار حسین علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟ گویا شمر بن ذی الجوشن ہی ہوگا!''

جواب ملا ''جی ہاں وہی ہے'' تو فرزند حیدر کرارؑ نے جلال میں آ کر فرمایا:

''او بدکردار چرواہا ماں کے بیٹے! تو ہی آتشِ جہنم کے زیادہ سزاوار ہے'' اسی اثنا میں جناب مسلم بن عوسجہ نے تہیہ کرلیا کہ اس ملعون کو اپنے تیر کا نشانہ بنا کر اس کا کام اسی جگہ پر تمام کردے، مگر امام علیہ السلام نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔

مسلم نے عرض کی:

''آپ اجازت دیں کہ ظالموں کے اس سرغنہ فاسق شخص کو یہیں پر ہی ڈھیر کردوں کہ یہ بہترین فرصت کا موقع ہے''

امامؑ نے فرمایا:

''نہ! میں نہیں چاہتا کہ ان ظالموں سے ہم ہی آغازِ جنگ کریں''